اردو اکیڈمیوں کو تمام اردو اخباروں اور رسالوں کو باقاعدہ اشتہار دینے چاہئیں اور ہر اکیڈمی میں صحافیوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی جانی چاہیے

ڈاکٹر خلیق انجم

تمام اہلِ اردو اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اردو اخباروں اور رسالوں کی مالی حالت خاصی تشویش ناک ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے اخبار اور رسالے ہندوستان کے اردو سماج کی بہت اہم خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن مرکزی حکومت ہو یا صوبائی حکومتیں یا ہماری بارہ تیرہ اکیڈمیاں، کوئی بھی اردو صحافت کی مالی حالت کو بہتر بنانے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس وقت ہندوستان سے شائع ہونے والے تمام زبانوں کے اخبارات میں اردو اخبارات و رسائل کا تیسرا نمبر ہے۔ اردو اخباروں کے مالک کیسی کیسی پریشانیوں اور مصیبتوں کے ساتھ اردو صحافت کی ترقی اور بقا کے لیے کام کر رہے ہیں اس کا اندازہ آسانی سے نہیں کیا جا سکتا۔ اردو کے ایسے اخبارات کی تعداد خاصی ہے جن کے اسٹاف میں ایک دو سے زیادہ کام کرنے والے نہیں ہوتے۔ اردو اخبار کا مالک دنیا بھر کی مصیبتیں برداشت کر کے اپنے اخبار کو جاری رکھتا ہے۔ اس بات کو بھی اردو اخبارات کی کوتاہی پر محمول کیا جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ جب کہ یہ بات کچھ ہی اخباروں پر صادق آتی ہے لیکن بیشتر اردو اخباروں کے بارے میں درست نہیں ہے۔ لوگ قومی پریس کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ اس پریس کے اخبارات انگریزی اور بیشتر ہندی میں ہیں۔ یہ بات ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ عوام پر چھوٹے اخبارات شائع ہونے والی خبروں کا زیادہ اثر ہوتا ہے کیوں کہ قومی پریس کے اخبارات صرف شہروں کے طبقۂ امرا تک محدود ہیں۔ عام آدمی اردو یا مقامی زبان کے اخبارات پڑھتا ہے۔ بعض چھوٹے

علاقوں میں آج بھی ایک روایت یہ ہے کہ داستان امیر حمزہ کی طرح ایک آدمی اردو کا اخبار بہ آواز بلند پڑھتا ہے تو اس کے ارد گرد بیٹھے دس لوگ اور سنتے ہیں۔ اردو اخبارات و رسائل کو مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں سے بہت کم اشتہارات ملتے ہیں۔ اور پبلک و پرائیویٹ سیکٹر سے تو بالکل ہی نہیں ملتے۔

انگریزی ہو یا ہندی یا کوئی بھی بڑی علاقائی زبان، اخبارات صرف اور صرف اشتہارات کے بل پر چلتے ہیں۔ ہر صوبے میں دو چار اخبارات کو چھوڑ کر باقی تمام اخباروں کی حالت لگ بھگ وہی ہے جو اردو اخباروں کی ہے۔ یہ پوری بحث ہم نے صرف اس لیے کی ہے کہ اگر اردو اخبارات کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور اس کے پڑھنے والوں کی تعداد بقول بعض اردو دشمنوں کے، غیر معمولی حد تک کم ہے تو پھر اردو اکیڈمیاں اپنی سرگرمیوں کی خبریں اردو اخبارات کو کیوں بھیجتی ہیں اور اپنی اہم ترین اطلاعات کو اردو اخبارات کو بھیج کر اپنے مقاصد میں کامیابی کیسے حاصل کر لیتی ہیں؟ اگر واقعی قومی پریس اہم ہیں اور اردو پریس کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو اکیڈمیاں اور بعض یونیورسٹیاں اپنی سرگرمیوں کی رپورٹیں اور اطلاعات قومی پریس کو کیوں نہیں بھیجتیں۔ اور صرف اردو پریس ہی پر کیوں کرم فرماتی ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ قومی پریس کسی بھی قیمت پر اکیڈمیوں کی سرگرمیاں شائع نہیں کرتا اس لیے مجبور ہو کر اردو اخبارات کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ شاید ہی کوئی اکیڈمی ایسی ہو جس کی سرگرمیاں اردو اخبارات میں نمایاں کر کے نہ چھاپی جاتی ہوں۔ یہ اخبارات اردو اکیڈمیوں اور اردو کی خدمت کرتے ہیں لیکن جواباً اردو اکیڈمیاں ان اخباروں کے لیے کیا کام کرتی ہیں؟ ہندوستان میں اس وقت تیرہ چودہ اکیڈمیاں اور تین چار ایسی یونیورسٹیاں ہیں جو اپنی سرگرمیوں کی رپورٹیں اور اطلاعات اردو اخبارات کو لازمی طور پر بھیجتی ہیں۔ ان میں سے ہر اکیڈمی کا بجٹ بیس لاکھ سے لے کر ڈیڑھ دو کروڑ تک ہے۔ یہ اکیڈمیاں سیمنار کرتی ہیں، ادبی جلسے منعقد کرتی ہیں اور مارچ کے مہینے تک سارا روپیہ خرچ کر کے ہاتھ جھاڑ کر بیٹھ جاتی ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ان سیمناروں، ادبی تقریبوں، شعری نشستوں اور کتابوں کی طباعت سے اردو کی اتنی ہی خدمت ہوتی ہے جتنی اردو اخبارات کر رہے ہیں، یقیناً نہیں۔ کیوں کہ اکیڈمیوں اور حکومت کے دوسرے اردو اداروں کی سرگرمیاں ایک مخصوص

لیے کافی ضروری ہیں جب کہ اخبارات ایک بڑے وسیع حلقے کی خدمت کرتے ہیں۔ اردو اخبارات زندگی اور موت کی کشمکش میں رہتے ہیں۔ آپ کسی بھی اکیڈمی کے حالات آمد و خرچ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان اکیڈمیوں کے بجٹ میں سے پورے سال میں اردو اخبارات پر چار پانچ ہزار سے زیادہ خرچ نہیں ہوتے۔ کیا اردو اخبارات ان اکیڈمیوں سے زیادہ اردو کی خدمت نہیں کر رہے تو پھر انہیں ان کا حق کیوں نہیں ملتا۔ ہم اخبارات کے لیے اکیڈمیوں سے بھیک نہیں مانگتے اپنا حق مانگتے ہیں اور ہمارا حق یہ ہے کہ اگر کوئی اکیڈمی دس رپورٹیں یا اطلاعات کسی اخبار کو بھیجے تو کم سے کم چار پانچ اطلاعات اشتہارات کے طور پر بھیجی جائیں تاکہ اخبارات کی مالی حالت بہتر ہو سکے۔ اس سلسلے میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اردو اکیڈمیوں کے اراکین میں صحافیوں کا بالکل نمائندگی نہیں دی جاتی۔ ہر اکیڈمی میں کم سے کم بیس پچیس اراکین ہوتے ہیں۔ اگر ان میں کبھی کبھار کوئی جرنلسٹ شامل ہو تو یہ محض ایک اتفاق ہے۔ اس لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ ہر اکیڈمی میں کم سے کم دو نمائندے اخباروں کے اور دو رسالوں کے ضرور لیے جائیں۔ تقریباً ہر اکیڈمی میں مختلف کاموں کے لیے کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق کسی بھی اکیڈمی میں صحافت سے متعلق کوئی کمیٹی نہیں ہے اس لیے ہر اکیڈمی میں اردو صحافت کی ترقی اور فروغ کے مفاد کا خیال رکھنے کے لیے صحافتی کمیٹی تشکیل دی جانی چاہیے۔

تقریباً تین چار سال سے دفتر "برہان" میں اسٹاف کی کمی اور کام کی زبردست بہتات اور حالات کا ناسازگار ہونا رسالہ "برہان" کی وقت پر اشاعت نہ ہونے کا باعث ہے۔ رفتہ رفتہ حالات معمول پر آنے لگے ہیں۔ اکھاڑ پچھاڑ سے دفتر کا چھٹکارا پاتے ہی انشاء اللہ تعالیٰ ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ رسالہ برہان دہلی شائع ہوتا رہے گا۔ زیر نظر شمارہ "برہان" کو، مئی، جون ۱۹۹۹ء سمجھا جائے۔

ہم اس تعویق کے لئے اپنے قارئین کرام سے انتہا درجہ شرمسار اور معذرت خواہ ہیں۔ امید ہے کہ قارئین کرام ہماری مجبوری اور پریشانیوں کو سمجھتے ہوئے اس سے درگزر کریں گے۔ (ادارہ)